رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

جلد ۴ | ۱۸ جولائی ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

جمعرات مورخہ ۱۳ جولائی کو ۶ بجے شام سے لیکر ہفتہ کے ۱۲ بجے دن تک آسمان ابر محیط رہا۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اس طرح سے دنادن بارش ہوتی رہی۔ کہ جس سے کھیتوں کے فائدہ کے ساتھ کچے مکانات کو کسیقدر نقصان بھی پہنچا

جمعہ کو ایک صاحب مسٹر جو برڈ جو فرانسیسی یورپین ہیں۔ اور جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر ان کے دوسرے سفر ہ راس کے وقت احمدی مسلمان ہوئے تھے۔ اور جن کا حضرت خلیفۃ ثانی نے عبد الجبار نام رکھا تھا۔ یہاں بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

حضرت میاں شریف احمد صاحب سلمہ اللہ مالیر کوٹلہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؛ میاں معراج الدین صاحب عمر نے جو بعد ہ خشت چلایا ہے اس کی پختہ اینٹیں الحمد للہ ہو نا شروع ہو گئی ہیں

اخبار احمدیہ

منصوری میں تبلیغی کوششیں!

مکرمی حافظ سید عبد المجید صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اخبار "منصوری ٹائمس" میں نوٹس قرآن شریف نکلوا دئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک سنہری فریم میں نوٹس کے ہر چہار صفحہ لگا کر اپنی دوکان میں آویزاں کر دیا ہے۔ اور پھر ایک چھوٹی گلاس کیس میں قرآن شریف کے مجلد پارہ بمعہ ٹیچنگس آف اسلام ایسے طریقہ اور جگہ پر رکھے گئے ہیں کہ ہر شخص کی دوکان میں آتے ہی انپر نگاہ پڑتی ہے۔ یہ ظاہری تدابیر جو ہمارے اختیار میں تھیں کیگئی ہیں۔ آئندہ اب اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ان کے خرید کرنے کی تحریک کرے

(۲) ایک مجلد ۱۰ روپیہ والا پارہ مجسٹریٹ ضلع کو اور ایک ۱۰ روپے والا سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دیا گیا ہے جواباً بذریعہ چٹھی نہایت خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ نیز ان کو اپنی چٹھیوں میں یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارا تعلق سلسلہ احمدیہ سے ہے۔ جو مخصوص طور پر گورنمنٹ کی وفادار جماعت ہے ؛

(۳) ایک پادری صاحب دوکان میں آئے۔ اور آتے ہی ٹیچنگ آف اسلام ان کی نظر پڑی۔ بولے "اوہ ٹیچنگ آف اسلام" مینے کہا ہاں صاحب ٹیچنگ آف اسلام۔ کیا آپنے اسکو پہلے نہیں دیکھا "نہیں" اچھا اب دیکھئے ٹائٹل پیج دیکھ کر "اوہ مرزا غلام احمد" ہاں صاحب یہ انہیں کی تصنیف ہے "اچھا تو میں اسکو دیکھنا نہیں چاہتا" کیوں صاحب؟ "اس لئے کہ مسلمان اس کو نہیں مانتے" آپ غلط فرماتے ہیں۔ میں حضرت مرزا صاحب کو مانتا ہوں

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا)

اور خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ایک چھوٹا فریق ان کو مانتا ہے۔ بڑا فریق نہیں مانتا میں بڑے فریق کے ساتھ ہوں۔ آپ اس تفریق کو چھوڑ کر براہ مہربانی اس کتاب کو پڑھیں۔ اور یہ دیکھیں۔ کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اگر ٹھیک ہو تسلیم کریں غلط ہو اس پر اعتراض کریں۔ اور بھی باتیں ہوئیں۔ پھر چلا گیا ؏

جنازہ غائب

اخویم کرم جماعت خان صاحب لنگرواعہ ضلع جالندھر سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحومہ نے اپنی وفات سے تین روز پیشتر مبلغ عنـ روپے کی وصیت بھی کی تھی۔ جو بنام افسر مقبرہ بہشتی انہوں نے ارسال کر دی ہے۔ احباب مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور اس کے پسماندگان کے لئے بھی دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ؏

درخواست دُعا

چکوال سے اخویم مکرم فضلکریم صاحب اپنے بھائی حاجی حکم دین صاحب کے لئے جو کئی روز سے بعارضہ بخار سخت بیمار ہیں۔ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب انکی صحت یابی کے لئے توجہ سے دعا فرماویں ؏

(۲) زیرہ سے اخویم مکرم رستم علی صاحب اپنے بھائی عنایت علی صاحب کے لئے جو کہ بہت سخت بیمار ہیں۔ دعا کی درخواست کرتے ہیں ؏

ایک ہندو کا اخلاص دربار خلافت سے

لالہ چرنداس صاحب ناسپ تحصیلدار ملکاپور ضلع بلڈانہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ میں ایک مقدمہ کی وجہ سے سخت تشویش میں ہوں۔ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ احباب بھی ان کی مخلصی کے لئے توجہ سے دُعا فرمادیں ؏

گوڑگاؤں میں تبلیغ

جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی اطلاع دیتے ہیں۔ گوڑگاؤں میں انفرادی طور پر بعض اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ جنپر بفضلہ نیک اثر ہوا۔ اور انہوں نے سلسلہ حقہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کی ہے ؏

ایک غیر احمدی کا خط

افریقہ سے ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں اسلام کے مختلف فرقہ کے لوگوں سے ملا۔ اور ان سے گفتگو ہوئی۔ ہر ایک اپنے آپ کو سچا اور دوسرے کو گمراہ بتاتا ہے۔ اور ساتھ ہی کچھ نہ کچھ دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ میں اپنی کم علمی کی وجہ سے کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ آپ مہربانی فرما کر حق کے حصول کا کوئی طریق مجھے بتادیں۔ تا اس کشمکش سے نکلکر راہ راست پالوں۔ آپ نے جواب میں لکھوایا۔ کہ آپ چالیس روز استخارہ میں دعائے مسنون کے بعد یہ دعا کریں۔ کہ الٰہی اگر سلسلہ احمدیہ حق ہے۔ تو مجھے اسکی طرف ہدایت دے۔ اور میرے دل میں جرأت پیدا کر ؏

امتحان میں کامیابی

ہماری جماعت کے پرجوش نوجوان میاں محمد عیسےٰ صاحب اور پروفیسر محمد صاحب بھاگلپوری قانون کے امتحان ایل۔ ایل بی میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے ؏

فتاوی احمدیہ

حضرت صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے یہ سوال لکھا ہے۔ کہ کسی نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کر ظہار کر لیا ہے یعنی اپنی بیوی سے اس نے کہا کہ جیسی میری ہمشیرہ ویسی ہی تو ہے۔ اگر طلاق لینا چاہتی ہے تو وہ بھی لے لے۔ اور وہ بالکل مفلس اور بے روزگار ہے۔ اس کا باپ دس روپے کا ملازم اور عیالدار ہے وہ اپنی اس حرکت سے پشیمان ہے۔ اس کے اُوپر کیا کفارہ لازم آتا ہے۔ اور بباعث غربی عدم ادائگی کفارہ کے وہ کیا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ غریب کا کفارہ یہ ہے۔ کہ اسکو نصیحت کی جائے ؏

سوال ۔ رمضان کا روزہ سوموار سے شروع ہے ایک احمدی بھائی نے اس روز اس خیال سے روزہ نہیں رکھا۔ کہ اتوار کو چاند بباعث ابر محیط ہونے کے نظر نہیں آیا۔ حضرت صاحب نے یہ جواب لکھوایا کہ اس کا عوض رمضان کے بعد رکھ لیوے ؏

سوال ۔ سحری کیوقت ایک شخص کی آنکھ نہیں کھلی۔ اس روز اس نے روزہ بباعث سحری نہ کھانے کے نہیں رکھا اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ حضور نے اس کا جواب دیا۔ کہ اگر آٹھ پہر روزہ نہیں رکھ سکتا۔ تو اس کے عوض رمضان کے بعد رکھ لیوے ؏

بنگال کا خط

سلسلہ احمدیہ کے مبلغ تحریر فرماتے ہیں کہ ماہ جولائی کے پہلے ہفتہ میں بہت کامیابی ہوئی ہے یعنی پندرہ آدمی جدید اس ہفتہ میں داخل سلسلہ حقہ ہوئے ہیں جن سے یہاں کے مبائعین کی تعداد ہفتم تک (۷۳) نمبر تک پہنچا ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک حمداً کثیراً اللّٰھم زد فزد تقریب یہ ہوئی۔ کہ گذشتہ اتوار کو خاکسار برہمن بڑیہ کے دریا کے اس پار گیا تھا۔ وہاں مسلمان ماہی فروشوں کی ایک نئی بستی ہے۔ اس میں کچھ لوگ آکر جمع ہوئے۔ اور خاکسار نے تبلیغ کرنی شروع کی۔ وہاں چونکہ ایک عورت کو آسیب کا سخت خلل تھا۔ اس کے باپ نے خاکسار سے علاج کی استدعا کی۔ تب خاکسار نے کہا کہ جب تک مریضہ احمدی نہ ہو جائے میرے علاج کا پورا فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اس ضمن میں احمدی ہونے کے فوائد اور نہ ہونے کے نقصان بھی ان لوگوں کے مذاق کے مطابق خوب شرح وبسط کے ساتھ بیان کئے۔ المختصر بفضل الٰہی تقریر مؤثر ہوئی۔ اور چودہ (۱۴) آدمی بیعت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ پس خاکسار نے اسی وقت ان کی بیعت لے لی۔ اور اس مریضہ مذکور کا علاج کیا اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا۔ کہ علاج بھی مفید ہوا۔ چنانچہ من بعد بہم تخفیف کی خبریں پہنچنے لگیں۔ یہاں تک کہ کل صحت کی خبر پہنچ گئی ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک ؏

ضلع ملتان ۔ حلقہ لوٹڑ سے محمد دین صاحب پٹواری تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی عبد اللطیف صاحب مبلغ ضلع ملتان ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تبلیغ کی وجہ سے تمام بستی میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا خوب چرچا ہو گیا ہے۔ ایک شخص مولوی عبد الخالق اچھا اثر لیکر گئے۔ ذیلدار لوٹڑ کو بھی تبلیغ کیگئی۔ اس نے ایک مولوی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

مُسلمانوں کی اپنے مذہب سے ناواقفیت

اس میں شک نہیں کہ آج کل مسلمان دیگر افعال شنیعہ کے علاوہ شرک ایسے کبیرہ گناہ کی ہلاک کن مرض میں بھی کثرت سے مبتلا ہیں۔ جس سے ان کو صحت دلانا ہر ایک مومن کا کام ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ جو لوگ ان کے معالج ہونے کے دعویدار ہیں۔ وہ خود اصل مرض کی تشخیص سے بالکل نابلد ہیں۔ اور جب وہ مرض کی تشخیص ہی نہیں کر سکتے۔ تو ان سے علاج کی کیا اُمید۔

مسلمانوں کا ایک بہت پرانا اخبار "وکیل" ہے جسکو اپنی کہنگی پر خاص طور پر ناز اور فخر ہے۔ اس نے اپنے تازہ پرچہ میں شرک کے متعلق خامہ فرسائی کرتے ہوئے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے کہ عام مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ وہ تو تھی ہی۔ لیکن ان کے راہ نما ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔ جو بجائے ان کی اصلاح کے انہیں اور الجھنوں میں ڈال رہے ہیں۔ اور بجائے علاج کے ان کی مرض کو اور بڑھا رہے ہیں۔

اخبار مذکور نے شرک سے مسلمانوں کو باز رکھنے کے لئے اپنی قلم کو یوں جنبش دی ہے۔ کہ :۔

"یوں تو شرک کی اتنی اقسام ہیں کہ باوجود احتیاط کے بھی اس سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ مگر جو شرک جلی ہے۔ اس کا ارتکاب کرنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم اور قابل ترک ہے۔ مثلاً آج کل جانب داروں میں یہ مرض عام ہے کہ وہ اپنے ممدوح کو کریم۔ رحیم۔ ستار۔ غفار۔ رحمٰن اور جبار و متکبر کہدیتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ یہ نام تو خدا کے اوصافی نام ہیں۔ جنمیں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اخبار مذکور کے نزدیک کسی کو کریم۔ رحیم۔ ستار۔ غفار وغیرہ کہنا شرک جلی کا مرتکب ہونا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ اگر اپنے مذہب سے واقف ہوتے۔ اور اپنی مقدس کتاب قرآن کریم کو اٹھا کر دیکھنے کی تکلیف گوارا کی ہوتی۔ تو کبھی اس طریق سے اپنی شان مجددیت کی جلوہ آرائی نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان صفات کو بندوں کی نسبت استعمال فرمایا ہے۔ جو اس بات کا صاف اور کھلا ثبوت ہے۔ کہ ان صفات کو کسی انسان کی نسبت استعمال کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ اگر کسی میں کوئی ایسی صفت پائی جائے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اسے اس کا مستحق قرار دیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ رحیم ہے۔ مگر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے۔ حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ کہ آپ مومنوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کریم ہے مگر حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا ہے۔ وقد جاءھم رسول کریم۔ اور ان کے پاس رسول کریم آیا۔ پھر خدا سمیع اور بصیر ہے۔ لیکن ہر انسان کے متعلق فرماتا ہے۔ فجعلناہ سمیعًا بصیرًا۔ خدا تعالیٰ مقسط ہے۔ لیکن مومنوں کے متعلق فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب المقسطین۔ خدا تعالیٰ مومن ہے۔ لیکن حقیقی ایمان والوں کو جگہ جگہ قرآن کریم میں اس صفت سے متصف کرتا ہے ۔

ان آیات سے واقف ہونیوالا انسان ہرگز کبھی رحیم کریم وغیرہ الفاظ کو انسانوں کے متعلق استعمال کرنیوالے کو شرک کا مرتکب نہیں کہہ سکتا۔ کاش! مسلمان قرآن کریم سے واقف ہوتے۔ تا ضلوا واضلوا کے مصداق نہ بنتے لیکن اگر مسلمانوں کے لیڈروں تک کی یہ حالت نہ ہوتی تو ہمیں مسیح موعود کی زیارت کس طرح نصیب ہوتی۔ کیونکہ بیماروں میں ہی طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ سو الحمد للہ ہم نے خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ کو دیکھا۔ اور اس کو مانا۔ اور روحانی موت کے بعد نئی زندگی حاصل کی۔ لیکن افسوس ان لوگوں پر جو اس شعر کے مصداق ہوئے ؎

آنکس کہ نہ داند و بداند کہ بداند
ایں جہل مرکب ابد الدھر بماند

اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واقف ہوتے کہ تخلقوا باخلاق اللہ۔ تم خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرو۔ یعنی خدا تعالےٰ کے چشمہ صفات سے تم بھی حصہ لو۔ وہ رحیم ہے۔ تم بھی اسکی مخلوق پر رحم کر کے اسکی صفت رحیمیت کے مظہر بنو وہ کریم ہے۔ تم بھی اسکی مخلوق پر سخاوت کر کے اس کی اس صفت کے مظہر بنو وہ مومن ہے۔ تمہاری دعاؤں کو مانتا اور قبول کرتا ہے۔ تم بھی اسکی اور اس کے ماموروں کی باتوں کو مان کر اس کی اس صفت کے مظہر بنو اور مومن کہلاؤ۔ وہ ستار ہے تم بھی لوگوں کے عیوب پر پردہ پوشی اور ستاری کر کے اسکی اس صفت کے مظہر بنو۔ تو بجائے انہیں شرک قرار دینے کے ان کے مصداق بننے پر زور دیتے۔ کیونکہ ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ خدائی صفات کا پرتو اپنے اندر رکھے۔ تا اس مناسبت سے خدا تعالےٰ کا اس سے تعلق ہو۔ خدا تعالیٰ کا تعلق انہی لوگوں سے ہوتا ہے۔ جو اس کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات کا انعکاس ان کے اندر ہو جاتا ہے۔ اسے شرک نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں شرک جلی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات یا افعال میں کسی کو برابر کا شریک ٹھہرایا جائے جسکو قرآن نے ند کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ہم اگر کسی کو سمیع کہتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرح وہ بھی بغیر کسی آلہ کے سنتا ہے۔ یا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے خلاف انسانی طاقت سے بالاتر اس میں سماعت کی قدرت ہے۔ بلکہ یہ وہ خدا کے پیدا کردہ اسباب سے اس صفت سے متصف ہے۔ اسی طرح جب انسان کو ہم رحیم کہتے ہیں۔ اگر خدا کی دیگر مخلوق موجود نہ ہو تو وہ کسی پر رحم نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کسی غیر کی مخلوق کا محتاج نہیں۔ اس لئے انسان کا رحیم ہونا اور ہے اور خدا کا او

ہاں اگر کوئی کسی انسان کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ وہ بھی بغیر کسی آلہ کے انسانی طاقت سے بالا تر ذریعہ سے سنتا یا دیکھتا ہے۔ تو یہ شرک ہے۔ مثلاً حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضؓ سے اس عقیدہ سے کچھ مانگنا کہ وہ سنتے اور دیکھتے اور مدد دے سکتے ہیں۔ حالانکہ قانون قدرت میں جو اسباب اور آلات سننے۔ دیکھنے اور مدد دینے کے لئے خدا نے پیدا کئے ہیں وہ ان میں نہیں پائے جاتے۔ نہ وہ زندہ ہیں نہ ان کے کان ہیں۔ نہ اس دنیا میں ہیں۔ اور نہ یہاں کی ہوا ان تک پہنچتی ہے یہ شرک ہے۔ چنانچہ ایسے فعل کو خدا تعالےٰ نے شرک قرار دیا ہے۔ فرمایا:- ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے سوا اوروں کو پکارتا ہے۔ جو کہ قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دینگے۔ اور وہ ان کی دُعا اور پکار سے بے خبر ہیں۔

پھر انسان کے سمیع و بصیر ہونے اور خدا تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ لیکن انسان کامل چونکہ خدا تعالیٰ کے صفات کا مظہر ہوتا ہے۔ اس لئے ہم مجازی طور پر اس کو سمیع و بصیر وغیرہ صفات سے یاد کر سکتے ہیں۔ اور یہ ممنوع نہیں بلکہ جتنا جتنا زیادہ خدا تعالیٰ کی صفات سے کوئی حصہ لیگا اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ اسی قدر زیادہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہوگا۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ خدا تعالےٰ کے اس فرستادہ کو قبول کریں۔ جو ان کی ہر قسم کی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تا ان لوگوں کی پیروی سے بچ جائیں۔ جو انہیں اپنی ناواقفیت سے بجائے کنارے پہنچانے کے منجدھار میں غرق کر دینگے۔

اطلاع خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ احباب خیال رکھیں۔ ۸۳۵ نہ لکھدیا کریں کیونکہ یہ اخبار کا نمبر ہے خریدار کا نمبر نہیں ہے۔ منیجر

خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

دنیا میں جو قوم خدا تعالےٰ کے انعامات کی وارث ہوتی ہے جب اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کے قابل نہیں رہتی۔ تو اس پر طرح طرح کے عذاب اور تکالیف نازل ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جس قدر وہ زیادہ عروج اور بلندی پر پہنچی ہوتی ہے۔ اسی قدر زیادہ بگڑنے کے زمانہ میں اسے سزا ملتی ہے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو اپنی نعمت کا وارث بنایا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی ناقدری کرتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اسکو کفران نعمت کی سزا ملے۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مُسلمانوں کو اپنے انعامات کا وارث قرار دیا۔ اور اس قدر اس قوم پر اپنا فضل کیا۔ کہ جس کی نظیر دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں مِل سکتی۔ اور جب تک یہ قوم خدا تعالےٰ کی فرمانبردار اور اس کے احکام پر عامل رہی۔ اس وقت تک مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اس کی شہرت اور جبروت کا ڈنکہ بجتا رہا۔ لیکن جب سے اس نے احکام خداوندی کو پس پُشت ڈالنا شروع کیا۔ اسی وقت سے خدا تعالیٰ کی نظر میں مقہور ہوتی گئی۔ اور دن بدن ذلت اور ادبار کے گڑھے کے قریب ہوتی گئی۔ نہ اس کا رُعب رہا نہ شوکت رہی نہ عزت رہی نہ دولت رہی نہ حکومت رہی۔ اور جو برائے نام حکومت مُسلمانوں کی تھی۔ اس کا بھی اب یہ حال ہے کہ دن بدن اس کا نام و نشان مِٹ رہا ہے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ ٹرکی نے نہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کی پرواہ کی۔ اور نہ مخلوق کے حقوق کو ادا کیا۔ کاش! مُسلمان ٹرکی کی حالت کو دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اور اپنی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کو مان لیں۔

حیوانات کے خون کو کام میں لانا۔

ایک آریہ نوجوان نے جو آریہ سماج کا مشنری اور ایک ماہواری رسالہ کا ایڈیٹر بھی رہ چکا ہے۔ سائنٹفکٹ طریقوں پر عُمدہ کاشت کرنے کے لئے پٹی ضلع لاہور کے قریب ایک زراعتی کارخانہ کھولا ہے۔ جسمیں کھیتی کو عمدہ طور پر تیار کرنے کے لئے مویشیوں کا خون استعمال کیا جائے گا۔ چنانچہ مہاشہ مذکور نے بوچڑ خانہ قصور سے خون حاصل کرنے کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اس پر بعض آریہ اخبارات میں شور برپا کیا گیا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح جیو ہتھیا ہوگی۔ اس کا جواب مہاشہ موصوف نے یہ دیا ہے۔ کہ "ہمارا ویدک دھرم بھگوان کرشن اور بھگوان دیانند کا ویدک دھرم ہے۔ پورانکوں اور ویشنوؤں کا نہیں ہم لوگ سبھی دیا اور آہنسا کے پکشپاتی (معاون) ہیں جھوٹی اور خیالی کے نہیں" یعنی اس اپنے فعل کو انھوں نے پنڈت دیانند صاحب اور بھگوان کرشن کے نزدیک جائز سمجھا ہے۔ اس لئے اس کے کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں اسکے علاوہ دوسرا یہ جواب دیا ہے کہ "یہ کیا مغرب میں اور کیا مشرق میں پشو ہتھیا اگر کی جاتی ہے۔ تو کیول (صرف) مانس اور چام کے لئے لہو یا ہڈی کے لئے ہرگز نہیں" ہمارے خیال میں مہاشہ موصوف کا یہ جواب بہت معقول ہے۔ واقعہ میں جانوروں کو ذبح کرنے کی اصل میں یہی دو وجوہات ہیں۔ اب اگر آریہ صاحبان مہاشہ مذکور کو خون کے استعمال کرنے سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس طرح جانوروں کے ذبح کرنے والوں کی مدد ہوتی ہے۔ تو چاہئے کہ پہلے وہ خود چمڑے کے استعمال کو بالکل ترک کر دیں ان کا ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ صرف لہو کے لئے تو کسی جانور کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ البتہ صرف چمڑے کے لئے بہت سے جانور ذبح کر دئے جاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ جیکہ خون سے زمین کو سینچنے والے مہاشہ نے عقلی اور نقلی دونوں طریق سے آریہ صاحبان کو معقول جواب دیدیا ہے تو وہ آیندہ اس کے کام میں مخل نہیں ہوں گے۔ البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر مہاشہ مذکور کا تجربہ مفید ثابت ہو گیا اور اس طرح کھیتی اچھی پیدا ہونے لگی۔ تو اس کی دیکھا دیکھی اور مہاشے بھی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر خون کی ضرورت کو اس حد تک بڑھا دیں۔ کہ اسی کے لئے جانوروں کا ستیاناس کرنا پڑے۔

عالمِ نسواںؔ

اسلام میں عورت سے سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے موقعہ پر سورہ نساء کی یہ آیات پڑھا کرتے تھے۔ یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیبًا۔ اور سورہ احزاب کے آخری رکوع کی یہ آیت یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیمًا۔ ان میں خدا تعالیٰ نے مرد وعورت کے تعلقات کے جسمانی فوائد کو اسطرح بیان فرمایا ہے کہ

تعلقات زن و شوئی کے جسمانی فوائد

اے لوگو! اپنے رب کا خوف اپنے دل میں پیدا کرو۔ یہاں پر رب کا لفظ اس لئے رکھا کہ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے محسن کی بات سنتا اور مانتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی صفت کو پیش کر کے لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ تا لوگ اس کی بات کو مانیں۔ پھر فرماتا ہے:۔ الذی خلقکم۔ اس کا کتنا احسان ہے۔ کہ عدم سے تم کو وجود میں لایا۔ وخلق منھا زوجھا۔ اور مرد کی جنس سے اسکے جوڑے کو یعنی عورت کو پیدا کیا۔ یا عورت کی جنس سے اس کے جوڑے یعنے مرد کو پیدا کیا۔ دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نفس کا لفظ مرد و عورت دونوں کو شامل ہے۔ پھر فرماتا ہے وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً۔ کہ ایک مرد اور عورت سے ہم پھر بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کر دیتے ہیں۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ اور اس ذات سے ڈرو جسکے تم محتاج ہو۔ اپنی حاجات اس سے مانگتے ہو۔ رحمی تعلقات کا ضرور لحاظ رکھو۔ ان اللہ کان علیکم رقیبًا۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارے افعال کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ خود تم سے سمجھ لیگا۔ اس آیت میں اوّل تو خدا تعالیٰ نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے بطور انعام پیش کیا ہے۔ اب اگر ایک شخص شاہی انعام کی تحقیر کرتا ہے۔ اور عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ تو کیا وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ ایک شخص کو انعام میں اعلیٰ لباس دے۔ اور وہ اس سے ناک صاف کرنے اور پاؤں کی گرد جھاڑنے لگ جائے۔ تو کیا بادشاہ اس کی اس حرکت سے خوش ہو گا۔ ہرگز نہیں بلکہ بادشاہ کی طرف سے اس پر سخت عتاب نازل ہو گا۔ اور دربار سے ذلت کے ساتھ نکال دیا جائے گا۔ پس ایسے لوگوں کو خدا کی پکڑ سے سخت ڈرنا چاہئیے۔ جو اپنی بیویوں کو کس مپرسی کی حالت میں چھوڑتے اور انکی حقارت کرتے ہیں۔ ہاں اگر ان میں کوئی عیوب پاتے ہیں۔ اور باوجود اصلاح کی کوشش کے وہ عیوب دور نہیں ہو سکتے۔ تو ایسی صورت میں وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ کے ماتحت علیحدگی اختیار کر لیں۔ اس صورت میں دونوں کے لئے خدا تعالیٰ آرام کی راہیں کھولدیگا۔ لیکن کوئی مرد شرعاً اپنی بیوی کو معلقہ کی حالت میں رکھنے کا مجاز نہیں۔ یعنی نہ اس سے حسن سلوک سے پیش آئے نہ نان و نفقہ دے۔ اور نہ ہی علیحدہ کرے تاکہ وہ اور نکاح کر سکے۔ پھر اس آیت میں نکاح کا یہ فائدہ بتایا ہے۔ کہ اس سے نسل انسانی کا قیام ہوتا ہے۔ اب جو شخص شادی کر کے زن و شوئی کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف نسل انسانی کے انقطاع کا مجرم اور گنہگار ہے۔ پس وہ شخص جو پندرہ سال سے ایک عورت سے شادی کر کے اسکی شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں بنتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور وہ یاد رکھے کہ اس مقابلہ میں وہ جیت نہیں سکتا۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام میں بتایا ہے۔ کہ دیکھو عورتیں تمہارے گھر اگر تمہاری محتاج ہوتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی حق تلفی کرو۔ خدا سے ڈرو۔ کیونکہ تم اسی کے محتاج ہو۔ پس وہ شخص خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کے علاوہ اپنی نسل کو اپنے ہاتھ سے قطع کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا جسمانی فائدہ ہے۔ کہ اس سے حکومتوں میں تغیر آ جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے آپکو محروم کرتا ہے۔

تعلقات زن و شوئی کے روحانی فوائد

دوسری آیت میں یہ خدا تعالیٰ نے روحانی فائدہ بتایا ہے کہ اے ایمان والو! جب نکاح کرو۔ آپس میں نرم اور سلوک کی باتیں کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ تمہارے اعمال میں اصلاح پیدا ہو جائیگی۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دئے جائینگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیرکم خیرکم لاھلہ وشرکم شرکم لاھلہ۔ کہ تم میں نیک وہ ہے جو اپنی بیوی سے نیک سلوک کرتا ہے۔ اور بُرا وہ ہے۔ جو اپنی بیوی سے بُرا سلوک کرتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے یہاں تک زور دیا ہے کہ عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا۔ کہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ اگر تمہیں ان کی کچھ باتیں ناپسند بھی ہوں۔ تو بھی ان سے تم درگذر کرو۔ اس کے عوض میں خدا تعالیٰ تم کو خیر کثیر دے گا۔ پھر فرمایا۔ ولھن مثل الذی علیھن۔ کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ کہ شادی کی غرض یہ ہے۔ کہ تم آپس میں آرام پاؤ۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رحمت سے پیش آنا۔ خدا نے لازمی قرار دیدیا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شادی شدہ نہیں۔ اس کا ایمان نصف ہے۔ پس وہ عورت جو کہ مرد کے تکمیل ایمان کا باعث ہوتی ہے اس کو اس قدر دُکھ دینا کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ ولا تتخذوا اٰیات اللہ ھزوا۔ کہ عورتوں کو دُکھ دینے کے لئے روک نہ رکھو۔ جو ایسا کرتا ہے۔ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے تمسخر کرتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص

اپنی عورت کو آباد نہیں کرتا۔ تو عورت کا راستہ اس کو نشانہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ نام کی مسلمانی سے اسلام کو بدنام نہ کرے۔ کیونکہ وہ اسلام کے خلاف کرتا ہے۔ اسلام کا حکم ہے اگر کسی لڑکی کا کمسنی میں نکاح ہوا ہو۔ اور بلوغت کے زمانہ میں موجودہ خاوند کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو۔ تو شرعاً اسکو اور جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں حدیث ہے۔ عن ابن عباس قال ان جاریۃ بکراً اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم فذکرت ان اباھا زوجھا وھی کارھۃ فخیرھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ کہ ایک کنواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئی۔ اور کہا کہ اس کے باپ نے کسی جگہ اس کی شادی کر دی ہے۔ اور وہ راضی نہیں ہے آنحضرت نے اسکو اختیار دیا کہ تو چاہے تو نکاح فسخ کر دے اور چاہے تو قائم رکھ۔

خاوند کی بدسلوکی سے عورت کا علیحدہ ہونا

دوسری بات خاتون موصوفہ نے یہ لکھی ہے کہ ایک شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے دست ظلم سے تنگ ہے جو نہ تو طلاق دیتا ہے اور نہ خرچ۔ طلاق دینے پر گورنمنٹ مجبور نہیں کرتی۔ البتہ خرچہ عدالت کے رو سے وہ لے سکتی ہے۔ مگر مرد باوجود معقول آمدنی رکھنے کے تین روپے ماہوار دیتا ہے۔ یہ بھی ایک ماہ دیتا ہے۔ اور چار ماہ غائب۔ عورت کا کوئی اور وارث نہیں نہ وہ خود آئے دن عدالتوں میں جا سکتی ہے۔ ان مشکلات کی وجہ سے کیا ایک شریف عورت از روئے مذہب اسلام اپنی مخلصی کی راہ پا سکتی ہے یا نہیں؟ ایسی حالت میں اسلام نے خلع کا طریق رکھا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آتا ہے۔ عن ابن عباس ان امرءۃ ثابت بن قیس اتت النبی صلعم فقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ۔ قالت نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقھا تطلیقۃ۔ کہ ثابت بن قیس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور اپنے خاوند کے نکاح میں رہنے کی ناپسندیدگی ظاہر کی۔ آپنے فرمایا۔ کیا وہ باغ جو تونے ثابت بن قیس سے مہر میں لیا تھا۔ اسکو واپس دینے کے لئے تیار ہے اس نے کہا ہاں پس آنحضرت نے باغ واپس دلوا کر طلاق دلوا دی۔ کاش پھر مسلمان قرآن کریم کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ تا صحابہ کی طرح خدا اور اسکی مخلوق کی نظر میں مقبول ہوں۔ اور اسی عزت اور حشمت کے ساتھ دنیا میں زندگی بسر کریں ؛

ایک سوال کا جواب

وہی خاتون ایک اور سوال کرتی ہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ ایک بیوہ عورت نکاح ثانی کے بعد اپنے پہلے خاوند کے بچے کو دودھ پلانے کی مجاز ہے یا نہیں۔ بدیں صورت کہ بچہ کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور مرد نکاح کے بعد ستانے کی غرض سے یہ حکم دیدے۔ کہ دودھ نہ پلایا جائے۔ قرآن کریم میں آتا ہے :-

وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ اگر تم کو خوف ہو کہ وہ عورتیں جن کے ساتھ یتیم بچے ہیں۔ تم عدل اور انصاف سے انکی پرورش اور تربیت نہیں کر سکو گے۔ تو ایسی عورتیں جن کے ساتھ یتیم نہ ہوں۔ ان سے نکاح کرو۔ یتمی سے مراد یتیموں والی عورتیں ہیں۔ ورنہ جسطرح ایک یتیم لڑکی سے بے انصافی کے خوف سے اگر نکاح ممنوع ہے تو غیر یتیم سے بھی ایسی صورت میں جائز نہیں۔ پس اس مرد پر اس بچے کی پرورش اور تربیت ضروری ہے۔ وربائبکم التی فی حجورکم سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جسطرح اپنے بچے کو آدمی گود میں پالتا ہے۔ اسی طرح اپنی بیوی کے پچھلگ بچوں کی بھی پرورش کرے۔ ہاں جس صورت میں ان یتیموں کے والی وارث موجود ہوں۔ تو پھر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ان یتیموں کے اخراجات کے متحمل بنیں ؛

اخیر میں ہم تمام مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ قرآن کریم کو مضبوط پکڑو۔ ورنہ تم میں تفرقہ پیدا ہو جائیگا۔ پھر خدا تعالے نے یہودیوں کا نمونہ پیش کیا۔ فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء کہ یہودیوں نے جب تورات کو ترک کر دیا۔ تو اسکی سزا میں ہم نے انہیں بغض اور عداوت پیدا کر دی۔ وکانوا شیعاً۔ اور وہ گروہ در گروہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت بھی کا نہ ہو گئی ہے پس اگر دین حاصل کرنا ہے۔ تو آؤ اس فارسی النسل سے حاصل کرو۔ جو تمام نشانات کے ساتھ اس زمانہ میں آیا ہے ؛

اولاد کی تربیت کے متعلق ماں کے فرائض

اسمیں کسی کو کلام نہیں کہ ماں اولاد کے اخلاق و اطوار کے اچھے یا برے ہونے کی باپ کی نسبت زیادہ ذمہ دار ہے کیونکہ بچوں کی ابتدائی تعلیم میں جو حصہ ماں کا ہوتا ہے وہ باپ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ بچے میں خوبیاں ماں کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور اسکی بہت سی بری عادتوں کی ذمہ وار بھی ماں ہی ہوتی ہے تو یہ کوئی زیادتی نہیں۔ اور نہ مبالغہ ہو۔ پس ماں کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اسپر بچوں کی تعلیم اور انکی آئندہ زندگی کا دار و مدار کسقدر ہے لیکن اس بات کی اہمیت تعلیم کے بغیر نہ سمجھی جا سکتی ہے۔ اور نہ اسکو اچھی طرح پورا کیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت کی مستورات میں اس حد تک تعلیم نہیں ہے۔ جتنی کہ چاہیئے اسی وجہ سے ممکن ہے کہ ہمنے ان سطور کے لکھنے میں جس فائدہ کو مدنظر رکھا ہے۔ اسکی طرف توجہ کرنا تو الگ رہا۔ خود الفاظ ہی اپنی محترم مخاطبات تک رسائی سے محروم رہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اپنے مدعا کا پہنچانا اپنے برادران کرام کے ذمہ لگاتے ہیں کہ وہ اپنی مستورات کو سنا دیں۔ نیز انہیں اس قابل بنا دیں کہ وہ خود اپنی آنکھوں ہماری معروضات کو پڑھ لیا کریں ؛

تعلیم نسواں کے موضوع پر کچھ لکھنے کو ہم کسی اور فرصت پر رکھتے ہوئے عنوان مندرجہ بالا کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے مدعا کا اظہار کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ان سے فائدہ اٹھایا جائیگا۔

اول۔ جب بچہ صبح کو بیدار ہو۔ اسی وقت اسے حاجات ضروری سے فارغ ہونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ دوم۔ بچوں کو کچھ دیر تک اکیلے رہنے دینا چاہیئے۔ انہیں رات دن ماں کی گود میں لٹکنے نہ دینا چاہیئے۔ سونے کا وقت مقرر ہونا چاہیئے سوم۔ دودھ پلانے کا وقت بھی مقرر ہونا چاہیئے اس سے اولاد کی تندرستی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ چہارم۔ دن میں کچھ دیر تک لڑکے کو کھلی اور صاف ہوا میں ضرور رہنے دینا چاہیئے۔ پنجم۔ ماں کو بچے کے ساتھ ہر وقت محبت آمیز لہجے میں گفتگو کرنا چاہیئے۔ اور خاصکر دودھ پلانے یا کھانا کھلانے کے وقت کبھی غصہ نہ ہونا چاہیئے۔ ششم۔ ہر ایک کام میں بچے کے پوشیدہ خیالات کا اظہار کرانا چاہیئے۔ اگر بچہ کوئی نادانی کا کام کر بیٹھے تو غصہ نہ کرنا چاہیئے ؛

قادیان دارالامان ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

غیر مبائع لوگوں کے اخبار پیغام نے اپنی تازہ اشاعت میں "دارالامان ہے یا دارالحرب" کے عنوان سے ایک مضمون درج کیا ہے جسمیں بعض باتیں اس قسم کی ہیں جن سے اندیشہ ہے۔ کہ دور کے رہنے والوں کو کوئی مغالطہ نہ لگ جائے۔ اس لئے اس زہر کو دور کرنے کے لئے چند سطور لکھی جاتی ہیں۔ پیغام ہم کو کہتا ہے۔ کہ وہ دن سخت منحوس تھا۔ جبکہ صاحبزادہ صاحب نے آیت استخلاف اپنے پر چسپاں کی۔ مگر ہاں سچ فرمایا مسیح نے کہ دوسرکی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ بتاؤ وہ دن کیسا مبارک دن تھا۔ جبکہ تم زمین محترم سے نکلے۔ اور وہ صبح کیسی خوشگوار صبح تھی۔ جسدن تم نے قادیان جیسی پاک زمین کو الوداع کہا۔ اور وہ شام کیسی پُر نور شام تھی۔ جو تم نے قادیان سے باہر گذاری۔ پہلے تم نے صرف اختلافات کی بحث شروع کی۔ پھر احمدیت کے لخت جگر کو بے طرح کوسنا شروع کیا۔ جب اس سے بھی پیٹ نہ بھرا۔ تو تمہارے واعظین نے یہودا اسکریوطی کی مثال پوری کرنے کے لئے مسیح کو بیچنا شروع کیا۔ پھر بھی تم باز نہ آئے۔ اور قادیان کے ساکنین اور مہاجرین اہلبیت سب کے سب تمہاری اس بدزبانی کا نشانہ بنے۔ اب اس سے بھی بڑھکر تم نے اس زمین کو جسے خدا کے فرستادہ نے دارالامن کہا۔ جو تمہارے گھر لاہور میں بیٹھ کر قادیان کی یوں تعریف کیا کرتا تھا۔ کہ قادیان کی تو دھوپ بھی خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ یہاں اور وہاں کی دھوپ میں بہت فرق ہے۔ جس نے ہیڈنگ والے پیارے شعر محمود کی آمین میں لکھ کر اور قبل از وقت یہ بتاکر کہ محمود کے زمانہ میں قادیان پر حملہ ہوگا۔ کہا۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ٭ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون نصرت دمبدم ہے ٭ حسد سے حاسدوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے ٭ ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھادی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی

جس مقام کو خدا نے نوازا۔ جو مسیح و مہدی کا مولد و مدفن ہے۔ جس جگہ خلافت اول کا مبارک وجود سویا ہوا ہے جس دارالامن میں تم بھاگ کر آیا کرتے تھے۔ ہاں جس کے لئے مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ میرے ساتھ خدا نے وعدہ کیا ہے۔ کہ قادیان میں طاعون جارف نہیں پڑے گی۔ کیا تم ایسے پاک مقام کو اس لئے بُرا کہتے ہو۔ کہ سبحان الذی اخزی الاعادی کے مصداق تم ہی ہو۔ سنو! قادیان جیسی پاک زمین میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں۔ احمد نور خان مہاجر کے ساتھ سکھوں نے لڑائیاں کیں۔ اور ان کے حملے سے احمد نور اور دیگر دوستوں کو چوٹیں بھی آئیں۔ پھر کیوں تم نے مسیح موعود کا اسوقت انکار نکر دیا۔ اور تم نے نہ کہا۔ کہ دلیعبدلنہم من بعد خوفہم امنا کے خلاف ظہور ہوا ہے۔ اس لئے ہم الگ ہوتے ہیں۔ مسیح موعود بھی تو خلیفہ تھے۔ کیوں ان کے زمانے میں یہ بات نہ ہوئی۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب کے کان (ایک شخص) پرتاب سنگھ کے نام سے ناآشنا نہوں گے۔ یہی پرتاب سنگھ اسوقت بھی حملہ آور ہوا تھا۔ پھر اگر تم کسی وجہ سے اس واقعہ کو چھوڑ دو۔ تو پھر غور کرو۔ کہ کس بات نے تمکو مجبور کیا کہ تم خلافت اولی کو تسلیم کرو۔ کیا اس قسم کا فساد اس زمانہ میں بند ہوگیا تھا۔ کیا شیخ اسمٰعیل سرساوی کے مکان پر اسی قسم کا ایک فساد نہ ہوا تھا؟ اور اس میں ایسی ہی چوٹیں نہیں آئی تھیں۔ جیسا کہ احمد نور والے واقعہ میں آئیں۔ ہاں تم اپنے مکانوں کو ٹٹولو۔ وہاں پر سید علی ایک طالبعلم ملیگا۔ اس سے پوچھو۔ کہ کسقدر گہرا زخم اس کے سر میں آیا تھا پھر کیوں تم نے خلیفہ اول کو جاکر نہ کہا۔ کہ چونکہ خوف امن کے ساتھ نہیں بدلا۔ اس لئے ہم آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پھر کیا یہ خوف ان کے بعد آپ کی بقیہ زندگی میں کم ہوگیا تھا؟ باغ میں لڑکوں کے ساتھ فساد ہوا۔ مسمی پالو کا حملہ ہوا اور تم سب اس وقت موجود تھے۔ ہاں یاد آیا۔ کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ نے اسوقت انسپکٹر کو کہا تھا۔ کہ میں بحیثیت ڈاکٹر ہونے کے کہتا ہوں کہ یہ پاگل نہیں۔ بتاؤ کیوں تم نے ان باتوں کو دیکھتے ہوئے خلافت اولی کا انکار نہ کر دیا۔

اب بتاؤ اگر سکھ یا کسی اور قوم کے لوگ حسب عادت ایک قطعہ زمین پر آمادہ فساد ہوتے ہیں۔ تو اس لڑائی سے قادیان دارالامان کس طرح دارالحرب بن جاتی ہے۔ اگر آنکھ رکھتے ہو۔ تو دیکھو۔ سب سے بڑے فسادی تم ہو۔ قرآن بار بار کہتا ہے۔ کہ لا تفسدوا فی الارض مگر تمہاری شرارتیں ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق ہوئیں۔ خلافت اولی کے زمانے میں جبکہ تم خلیفہ کو معزول کرنا چاہتے تھے۔ اور جب تم نے خلافت کے مویدین کے ساتھ لڑنے کے لئے خفیہ سامان کر رکھے تھے۔ بتاؤ کیا اس وقت تم امن پھیلا رہے تھے تمہارے لنڈنی واعظ نے مسجد میں بیٹھ کر سید میر محمد اسحٰق صاحب کو ان کے قابل قدر باپ کے سامنے سنکڑوں گالیاں دیکر اپنی گندہ دہنی کا ثبوت دیا۔ اور چاہا کہ کہیں اس طرح سے ہی لڑائی ہو جاوے۔ پس اے لڑائیوں کے بانیو! تم نے جو قادیان میں بدامنی پھیلائی۔ تمہاری بدامنی تمہاری خفیہ سازشیں تمہارے خفیہ ٹریکٹ کیا امن پھیلا رہے تھے۔ کہ تم کو اب بولنے کی جرأت ہوئی۔ تمہارے دل میں ذرا بھی نور ایمان ہوتا۔ تو دیکھتے کہ احمد میں محمد کا بروز اور مثیل تھا۔ کیا دشمنوں نے اس وقت فساد نہ کئے تھے۔ بلکہ اصلی معنوں میں جنگ اسی وقت ہوئی۔ تلوار چلی۔ لاکھوں آدمی مرگئے۔ پھر بتاؤ کیا مدینہ طیبہ دارالامان نہ تھا کاش تم دیکھتے اور غور کرتے۔ پھر دیکھو۔ نبی کریم صلعم نے مدینہ میں پناہ لی تھی۔ یا نہیں۔ کیا وہاں کی قوم یہودی بنی نظیر۔ بنو قینقاع وغیرہ قبیلوں کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں یا نہیں؟

تم کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ مگر تم کو اس قدر بھی معلوم نہیں۔ قادیان میں ایک ضرب خفیف ہوجاتی ہے۔ تو تم شور مچا دیتے ہو۔ کہ امن نہیں رہا امن نہیں رہا۔ مگر مدینہ میں حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کا خون ہوجاتا ہے۔ مدینہ کی گلیوں میں صحابہ کا خون بہہ نکلتا ہے۔ مگر وہ اسی طرح حرم بنا رہتا ہے۔ بتلاؤ تم نے کیوں نبی کریم اور آپ کے خلفاء کا اور ہاں پھر قرآن کریم کا انکار نہ کردیا۔ کیونکہ تمہارے نزدیک جو قانون خدا نے باندھا۔ وہ غلط نکلا۔ لڑائیاں ہوئیں پھر امن کہاں رہا۔

پس بہتر ہے کہ تم آج سے اسلام سے منہ پھیر لو۔ اور اس زمرے میں سے ہوجاؤ۔ کہ تم پر کوئی افسوس نہ رہے۔ کاش کہ تم غور کرتے۔ تم کو قرآن دانی پر بڑا ناز تھا۔ مگر سوچو کہ تم نے وہ مطلب نکالا۔ جس سے اسلام پر صفائی سے ہاتھ پھر جاتا ہے۔ اے واقعات کو چھپانے والو! تم تو علوی ہوچکے ہو۔ تمہارا تو اب یہ پیشہ ہوچکا ہے مسیح موعود کے کھلے الہامات کے تم منکر ہوگئے۔ اور واقعات کو چھپا دیا۔ الفضل کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ واقعات کو چھپاتا جسقدر حالات کا درج کرنا اس نے ضروری سمجھا۔ وہ کردیا۔ لیکن اب چونکہ تم نے اپنی خباثت کو کام میں لاکر غلط واقعات درج کر دیئے ہیں۔ اس لئے ہم تفصیل سے لکھتے ہیں اصل واقعات یہ ہیں۔ کہ ایک قطعہ زمین جو کہ احمد آباد بانواں پنڈ میں تھا۔ ایک عورت کے قبضہ میں تھا۔ جو کہ موروثی تھا۔ اور جسکا حق مالکان کو پہنچتا تھا۔ اس عورت کے لاوارث مرجانے پر وہ زمین حضرت کو بحیثیت رئیس قادیان کے ملی۔ اس کی پچھلی فصل حضرت کے مختار عام شیخ نور احمد نے اٹھائی۔ اس کے متعلق ایک دعوے مسمی پرتاب سنگھ نے کیا۔ کہ زمین میرے پاس رہنی چاہیئے جو خارج ہوگیا۔ اسپر پرتاب سنگھ اور اس کے دیگر دوستوں نے اس زمین پر قبضہ کرلینا چاہا۔ جب وہ وہاں پہنچے۔ اور ان کے اطوار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ فساد پر تلے ہوئے ہیں۔ تو حضرت کے حکم سے کچھ آدمی اس لئے بھیجے گئے۔ کہ ان کو عقلمندی سے واپس لے آویں۔ چنانچہ وہ ان کو بلا لائے حضرت صاحب نے ان کو ملاقات کا شرف بخشا اور ان کے کاغذات دیکھ کر کہا۔ کہ مجھ کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوا ہے۔ اس لئے تم جاؤ۔ اور باقاعدہ دخل لے آؤ۔ اگر ہماری فصل بچی ہوئی بھی ہوگی۔ تو ہم مع فصل کے تم کو دے دیں گے۔ فساد مت کرو۔ وہاں سے وہ چلے گئے۔ اور پھر بہت سے آدمی لاٹھیاں لیکر وہاں گئے۔ جب حضرت کو معلوم ہوا۔ کہ وہ فساد کے لئے گئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کچھ آدمی بالکل تہیدست وہاں جاؤ۔ مگر فساد بالکل نہیں کرنا۔ خواہ زخمی بھی ہوجاؤ۔ ان سے لاٹھیاں چھین لو۔ اس حکم کے مطابق مدرسہ احمدیہ کے چند طالبعلم وہاں گئے ان کے ساتھ چند ایک آدمی اور تھے۔ جن سب کی تعداد پندرہ بیس اسوقت تھی۔ وہاں جاکر ان کو سمجھایا گیا۔ کہ فساد نکرو۔ مگر بجائے سمجھنے کے وہ لاٹھیاں لے کر کھیت میں نکل کھڑے ہوئے اور جب ان کے بیل کو ہمارے آدمی نے روکا۔ تو انھوں نے لڑائی شروع کی۔ مردخان ان آدمیوں میں سے ایک تھا۔ جو بٹا رہے اور لاٹھیاں چھین رہے تھے۔ جسے پیشانی میں زخم آیا۔ ایک خفیف سی ضرب مسمی پالا کو لگی ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارے کسی آدمی سے لگی یا ان کے ہی آدمی سے لگ گئی۔ پھر وہاں سے آکر بازار میں ہندوؤں نے شور مچانا شروع کیا۔ اور ایک شریر آدمی نے اپنے گھر میں شور مچایا۔ کہ احمدی مارے گئے بھاگو یہ الفاظ سنکر احمدی بھاگے۔ کہ بازار میں جاویں۔ مگر حضرت نے فرمایا۔ کہ جو کوئی اس وقت بازار میں جائیگا۔ میں اس کو اپنی جماعت سے نکالدونگا یہ اس امن کے شہزادے کا حکم سنکر سب لوگ واپس ہوگئے۔ اسپر ہمارے ذمہ دار آدمیوں نے حکام سے ملکر اصل واقعات سے اطلاع دی۔

یا بابو الطاف الرحمن صاحب سب انسپکٹر پولیس صدر تھانہ اور دیوان موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ تشریف لائے۔ عالیجناب تحصیلدار صاحب نے کمال معاملہ فہمی سے شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء کی موجودگی میں ہندوؤں کو کہا۔ کہ تم جاکر حضرت صاحب سے صلح کرلو۔ چنانچہ لالہ بڈھامل۔ لالہ ملاوامل۔ پنڈت برج لال پنشنر۔ پرتاب سنگھ۔ تراب علی یہ حضرت کے پاس گئے۔ اور معافی مانگی۔ اور آپ نے فوراً ازراہِ کرم ان کو معاف کردیا۔ اور اس معافی کی ان سے ایک تحریر بھی لکھوالی۔ اس معافی نامہ کی تحریر کے بعد افسران بالادست کو مفصلہ ذیل تاریں دی گئیں:

"فریق ثانی نے معافی مانگ لی۔ تحصیلدار صاحب کی فوری کارروائی کے باعث معاملہ خوبی سے طے ہوگیا"۔ سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

یہ ہیں اصل واقعات۔ اب ان پر حاشیہ چڑھانا اور جماعت احمدیہ قادیان کے مرد و عورتوں پر حملے کرنا اور یہ کہنا کہ شاید ایک دو موقعہ پر عورتوں کو سکھوں نے تکلیف بھی دی۔ اس فطرت رذیلہ کا کام ہے۔ جو سکان احمدیہ بلڈنگ کو بسبب ان کے تعصبات آجکل عطا ہوئی ہے۔ اور پھر احمدی جماعت کے محترم پیشوا کو فساد کا بانی قرار دینا اور یہ کہنا کہ مچلکہ اور ضمانت کا خوف ہوا۔ تو صلح کی طرح ڈالی ان لوگوں کا کام ہے۔ جن کی قوت حافظہ کو تعصب نے اور صفت راست گفتاری کو ضد و حسد نے سلب کر رکھا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ پاکوں پر حملہ کرتے وقت خدا اور رسول کے خوف کو توچھوڑ بیٹھتے ہیں۔ مگر اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے۔ کہ معززین کی ہتک کرتے وقت پریس ایکٹ کا بھی ان کو پاس و لحاظ نہیں رہتا۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا۔

اخبار پیغام نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میاں صاحب نے ہندوؤں اور غیر احمدیوں سے سودا وغیرہ لینے کی ممانعت کردی۔ اس کے متعلق اصل امر یہ ہے۔

کہ بعض شریروں نے ہائی سکول کے لڑکوں کو ان کے بازاروں سے گذرتے وقت مذاق کیا۔ لڑکوں میں جوش ہوا۔ بعض ہندو صاحبان نے افسوس کے بجائے ملامت کے ایسے اشرار کا ساتھ دیا۔ اسپر ذمہ دار افسروں نے رفع شر کے لئے مناسب سمجھا۔ کہ بازار کی آمدورفت بند کردی جائے ۔

ہمارے ہاں غیر احمدی قصاب۔ غیر احمدی دھوبی اور کئی محکموں میں غیر احمدی ملازم ہیں۔ سکھ مشین والا ایک شریف آدمی ہے۔ اُس کے ہاں سے برابر آنا جانا ہے۔ ہمارے سکول میں ہندو طلباء پڑھتے ہمارے ڈاکٹر اطباء ہندو غیر احمدی مریضوں کا برابر اور بدستور علاج کرتے ہیں۔ پھر ہم نہیں سمجھتے کہ پیغام نے سودا اور پھر وغیرہ کیوں لکھا ہے۔ ہاں ہم کو ایک بات کا تعجب ہے۔ کہ شہر کے لوگ اب کیوں غیر معمولی طور پر آمادۂ فساد ہیں۔ ہم اس کے اسباب تلاش کر رہے ہیں ہم سے کہا گیا ہے۔ اور شبہ ہے۔ کہ ہمارے دشمنوں کی ناجائز اور امن شکن حرکات کو "فطرتی امر" کہنے والے لوگ اس تمام فساد کی تہ میں ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ع

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

پچھلی رات کی تراویح

جسقدر انسان کے فرائض زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی قدر اسکو محنت اور مشقت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن بسا اوقات انسان اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت کر بیٹھتا ہے۔ لیکن بعض انسان اپنے فرائض منصبی کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی اپنے ذمہ لگا لیتے ہیں اس لئے وہ اصلی فرائض کے ادا کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور بجائے اس کے کہ اپنے مالک کو خوش کریں۔ الٹا ناراض کر دیتے ہیں۔ یہود نے بھی یہی ٹھوکر کھائی۔ تورات کی تعلیم کو ترک کرکے اور بہت سی بدعات اور رسومات پیدا کرکے اپنی ذمہ داریوں کو بڑھا لیا۔ جن میں سے ایک رہبانیت ہے کہ ورد و وظائف اور چلہ کشیاں انہوں نے شروع کر دیں اور پھر وہ اصلی فرائض کی ادائیگی میں پورے نہ اُتر سکے۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس ٹھوکر سے محفوظ رہنے کے لئے قرآن کریم میں ایک دعا سکھلائی تھی۔ مگر افسوس مسلمان قرآن کریم کو ترک کر دینے کی وجہ سے اس دعا کو بھی بھلا بیٹھے۔ اور اس کی حقیقت سے ناآشنا ہو گئے۔ اس لئے اسی کوئیں میں یہ بھی گرے جس میں یہود گرے تھے۔ دعا یہ تھی۔ ربنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا۔ اے ہمارے رب ہم پر تو وہ بوجھ نہ لاد۔ جو تو نے پہلوں پر لادا۔ اور نہ ایسا کہ جس کے اٹھانے کی ہمیں طاقت نہو۔ جن گناہوں کی وجہ سے پہلے لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ ہم اگر نادانی سے وہ گناہ کر بیٹھیں۔ تو اپنے رحم اور کرم سے معاف فرمائیو۔

جزا یا سزا اعمال کے نتیجے میں ہوتی ہے

اصل میں جزا یا سزا انسان اپنے اعمال کی وجہ سے پاتا ہے۔ لیکن کبھی تو جزا یا سزا دہندہ کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اور کبھی جزا یا سزا پانے والے کی طرف مثلاً ایک سزا یافتہ ملزم کو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس نے خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارا۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ حاکم نے اس کو سزا دی۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ بلاوجہ حاکم نے اس کو سزا دی۔ اس آیت کا بھی مطلب ہے کہ نسوا حظاً مما ذکروا بہ .. .. جب انہوں نے اصل تعلیم کو ترک کر دیا۔ تو ان کو یہ سزا ملی۔ کہ مختلف گروہ ہو گئے۔ اور ہر ایک نے مختلف بدعات نکال لیں۔ اور خدا تعالےٰ نے اسی بات کو اپنا عذاب قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً ویذیق بعضکم بأس بعض ۔

کہ خدا اس بات پر قادر ہے۔ کہ تم پر ایسا عذاب نازل کرے۔ کہ تم گروہ در گروہ ہو جاؤ۔ اور ہر ایک فریق دوسرے فریق کو دکھ دیتا رہے۔ چنانچہ آج مسلمان بھی بدقسمتی سے وہی سزا بھگت رہے ہیں۔ طرح طرح کی رسومات چلہ کشیاں ورد و وظائف وغیرہ ذمہ داریاں اپنے اوپر بکثرت لے لی ہیں حتٰی کہ اپنا وظیفہ پورا کرنے کے لئے نماز جیسے ضروری فریضے کو بھی پس پشت پھینک دیتے ہیں۔ اور اسی کو کار ثواب سمجھ کر خدا سے دور ہو رہے ہیں۔

آنحضرت صلعم نے اسی مشکل کو محسوس کرتے ہوئے معراج کی رات بار بار کی درخواستوں سے پچاس سے پانچ نمازیں فرض کرائیں۔ آپ کو زیادہ تر یہ خیال تھا۔ کہ ایسا نہو۔ اُمت کی ذمہ داریاں بڑھ جائیں۔ اور وہ مشقت میں پڑ کر ہمت ہار دے۔ رمضان میں چند روز آپ نے پچھلی رات تراویح باجماعت پڑھائیں۔ چونکہ وہ وقت بڑا مقبول اور طرح طرح کے فیوض اور برکات کے نزول کا وقت تھا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان قرآن الفجر کان مشھوداً۔ آپ کو خوف پیدا ہو گیا۔ کہ بباعث زیادہ مقبول ہونے کے کہیں یہ نماز میری اُمت پر فرض نہ کر دی جائے۔ جیسا کہ آپ پر فرض تھی۔ موجودہ زمانے کے لوگ تو ایمان کے جوش سے اس کی پابندی کر سکیں گے۔ لیکن بعد میں آنے والی اُمت کے لئے یہ عبادت مشقت ہو جائے گی۔ اور بصورت نہ ادا کرنے اس فریضہ کے بہت سے اُمت کے افراد الٰہی مواخذہ میں آجائیں گے۔ اس خیال پر آپ نے تراویح پڑھانے کے لئے پچھلی رات مسجد میں آنا ترک کر دیا۔ اور مناسب نہ سمجھا۔ کہ آپ کے زمانہ کے تھوڑے سے لوگ ان تراویح سے خدا کے بہت مقرب ہو جائیں۔ اور آنیوالی کثرت سے اُمت اپنی تراویح کے نہ ادا کرنے کی وجہ سے خدا سے دور جا پڑے۔ اور واقعہ میں جس شخص کے گھر دو آدمی تندرست

ہوں۔ اور میں مہلک مرض میں مبتلا ہوں۔ اس کو کیا خوشی ہو سکتی ہے لیکن جس وجہ سے آنحضرت صلعم نے پچھلی رات تراویح پڑھنے سے خوف کیا تھا۔ آپ کے بعد وہ باعث جاتا رہا۔ کیونکہ آپ کی موجودگی میں تو احکام نازل ہو رہے تھے۔ اس واسطے اُمت پر تراویح کے فرض ہو جانے کا خوف تھا۔ آپ کے بعد کوئی نیا حکم شریعت محمدی میں بڑھ نہیں سکتا۔ کیونکہ شریعت آپ کی زندگی میں کامل ہو چکی ہے۔ اس واسطے اب سنت کا جاری رکھنا جس کو خدا تعالےٰ توفیق دے بہت بہتر اور مفید ہے۔ آنحضرت صلعم کو اسکی ادائیگی پر خدا تعالےٰ مقام محمود میں اٹھانیکا وعدہ فرماتا ہے اور خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت صرف مسیح موعود کے تخت گاہ قادیان دارالامان کے رہنے والوں کو بالالتزام باجماعت پچھلی رات رمضان المبارک میں اس سنت کو جاری رکھنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے۔ مسلمان نام رکھانے والوں نے جہاں اور بہت کچھ اسلام سے دوری اختیار کی ہے۔ وہاں اس سنت کو بھی بلکل مٹا دیا ہے ٭

خدا تعالےٰ مسلمانوں پر رحم کرے۔ اور حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانے کی توفیق بخشے۔ تا وہ دوبارہ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھیں ٭

مسلمانان امرتسر کی حالت

آجکل مسلمانان امرتسر کی جو ناگفتہ بہ حالت ہو رہی ہے وہ اس سے عیاں ہے۔ کہ دوسرے مسلمان اس سے عبرت پکڑیں مولوی ثناء اللہ صاحب نے امرتسری مسلمانوں کے متعلق عموماً اور فرقہ اہلحدیث کے متعلق خصوصاً اس جنگ زرگری کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جو وہاں ہو رہی ہے لکھا ہے کہ جس جماعت میں باہمی خانہ جنگی کا یہ حال ہو۔ کہ تین محاذ جنگ ایسے قایم ہوں لور اصلاح کی بجائے روز افزوں فساد کی ترقی ہو۔ تو ایسی قوم کے حق میں حالی کا یہ مصرعہ صادق نہ ہوگا

"وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی"

اس سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے مرکز میں اسکا جو عام مسلمانوں کے لئے نہیں اہلحدیث کے لئے کہاں تک فائدہ کا موجب ہے کہیر دیجات کے لوگ اس سے کسی قسم کے فائدہ کی امید رکھ کر ٭

مراسلات

ایک گیلانی اور اُس کی غلط بیانی

پیغام ۲۰ و ۲۲ ۔ جون میں سید مدثر شاہ صاحب کی طرف سے جو تبلیغی رپورٹ شائع ہوئی۔ آج مجھے اُس کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں"۔ اس کے بعد (یعنے چکوال سے) موضع دولمیال میں پہنچے۔ راستہ بہت دشوار اور پہاڑی تھا۔ ۳۰ ۔ میل کا سفر تھا۔ ۱۵ میل تک پانی راستہ میں نہ تھا۔ ایک گھڑے میں پانی ساتھ رکھنا پڑا"۔ معلوم ہوتا ہے۔ پیغامی مبلغین اپنے امیر کو خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں بھی لکھ دیتے ہیں۔ جو بالکل جھوٹ ہوں ۔ چکوال سے دولمیال ۹ یا ۱۰ کوس کے فاصلہ پر ہے اور راستہ میں ہر جگہ پانی مل سکتا ہے۔ گاؤں بالکل نزدیک نزدیک ہیں۔ اور جس راستہ شاہ صاحب تشریف لائے۔ وہ جرنیلی سڑک ہے۔ راستہ میں کوئی چڑھائی نہیں۔ ٹانگہ میں بیٹھے بٹھائے تنزال میں آ اترے۔ جو دولمیال کے پاس ہے۔ مگر ہمارے بھائی راستی سے کچھ ایسے دور جا پڑے ہیں کہ صاف اور سیدھا راہ بھی ان کو ایک مشکل پہاڑ نظر آتا ہے۔ ہم ان کے بالکل نزدیک تھے لیکن انہوں نے بے جا عداوت اور ضد کو اپنا رہبر بنایا۔ جو انہیں دور لے گئی۔ ہمارے پاس چشمے جاری ہیں۔ (بظاہر چوہا سیدن شاہ مراد تعلیم مسیح موعود) جن سے سبزہ زار باغ لہلہا رہے ہیں۔ اور اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ باوجود اس کے ہمارے دوست ہم سے ایسے بدظن ہوئے۔ کہ اپنے خیالات کے پانی کے سوا جو سینے کے گھڑے میں رکھا ہوا ہے۔ ان کی پیاس نہیں بجھتی۔ چکوال سے دولمیال کی طرف آتے ہوئے شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا۔ ناظرین اخبار اس سے باقی رپورٹ کی سچائی کا بھی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جو دولمیال کے متعلق لکھی۔ (۱) "دولمیال میں بہت سے غیر احمدیوں اور اہل ہنود کی موجودگی میں مباحثہ شروع ہوا"۔ سوائے ایک ہندو پنڈت کے اس مجمع میں دوسرا کوئی ہندو شریک نہ تھا۔ (۲) "محمودیوں پر اچھا اثر پڑنے لگا۔۔۔ محمودیوں نے شور مچا دیا۔ آپ ہزار دلائل دیں۔ ہم حضرت کو نبی اور رسول مانیں گے۔ اسپر ہم خاموش ہو گئے"۔ کیا اچھے اثر کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تقریر کو کسی نے سننا پسند نہ کیا۔ اور تمام احمدیوں نے یہی کہا۔ کہ ہم حضرت صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ جسپر آپ کو خاموش ہونا پڑا۔ (۳) "حکیم صاحب نے ایک شخص فتح محمدؐ سے پوچھا۔ اس نے کہا ہاں جی آدھا نبی مانتا ہوں"۔ دریافت کرنے پر اس فتح محمدؐ کا حال معلوم ہوا۔ یہ ایک چھوٹا بچہ ہے۔ جو ابھی بیعت ہوا۔ نبوت تامہ یا ناقصہ کی بحث سے ناواقف۔ اگر اُس نے آدھا نبی کہدیا۔ تو اس سے آپ خوش نہوں اسکا آدھا کہنا پورا کہنے کے برابر ہے۔ مینے سنا ہے۔ کہ حکیم صاحب نے اسپر نبوت تشریعی کا سوال کیا تھا۔ جس کے جواب میں اسکو کہنا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ میں حضرت صاحب کو ایسا نبی نہیں مانتا۔ مگر اس نے کہا۔ کہ میں مرزا صاحب کو آدھا نبی ضرور کہوں گا۔ اب اس آدھی نبوت کا مطلب تو ظاہر ہے۔ حکیم صاحب نے اُسے ناواقف سمجھ کر نبوت سے انکار کرانا چاہا۔ لیکن اُس نے حضرت اقدس علیہ السلام کو آدھی شریعت کا نبی قرار دیا۔ یہ جواب کوئی ایسا نہیں تھا۔ کہ آپ خوش ہو کر اس کو اپنی رپورٹ میں درج کرتے۔ کہ دولمیال میں ہم نے ایک ناواقف لڑکے کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ بلکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جسقدر آپ لوگ حضور کی نبوت کے مٹانے میں کوشش کریں گے۔ وہ الہٰی تائید سے اور بھی زیادہ بڑھے گی۔

(۴) "اس جگہ ایک پنشنر آنریری کپتان محمودی ہے اس نے کہا جو فیصلہ آپ کریں۔ مجھے منظور ہے۔ الغرض ان کو پورا شک پڑ گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہم سے اچھا سلوک کرنا شروع کیا۔ اور محبت سے پیش آنے لگے"۔ جب آپ نے کپتان صاحب کو مخاطب کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ مجھے مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی صاحب

سے آپکا مباحثہ شروع ہے۔ جو فیصلہ ہوگا۔ ہم ماننے کو تیار ہیں۔ بتائیے اس میں کوئی ایسی بات ہے۔ جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ یہ لوگ اب شک میں پڑ گئے۔ شاہ صاحب کچھ تو خدا کا خوف چاہیئے۔ مہمانوں سے اچھا سلوک کرنا اگر آپکے نزدیک شک پر دال ہے تو دوبارہ تشریف لاکر یقین کا تجربہ کرلیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے۔ آپسے ایسا سلوک کریں۔ کہ جس سے یقین اور شک میں تمیز ہوجائے۔ (۵) "رائے محمد نے بیعت کی" اس بیعت کی اصلیت خود رائے محمد نے الفضل میں ظاہر کردی۔ (۶) "عبدالمجید نے تمام باتوں کو تسلیم کرلیا" جن باتوں میں ہمارا اور آپ کا اختلاف ہے۔ ان میں سے مینے ایک بھی تسلیم نہیں کی۔ اگر کرتا تو ضرور آپ کو لکھدیتا۔ (عبدالمجید) (۷) "وہ نمبردار (فتح محمد خان) نے کہا۔ دال میں کچھ کالا کالا" نماز پڑھنے کے بعد جب حجرہ میں بیٹھے۔ اور حکیم صاحب بولنے لگے۔ اسوقت آپ کی کیا حالت تھی۔ مینَ کیا تمام بھائیوں نے ملکر کہدیا۔ کہ آپ لوگ حق سے بالکل دور ہیں۔ اور آپکے یہاں تین دن ٹھہرنے سے ہم نے اسکا اچھی طرح تجربہ کرلیا۔ اب آپکے بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو آپنے فرمایا حکیم صاحب اب خاموش رہنا چاہیئے۔ بولنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اور یہ آپ کی روانگی کا وقت تھا۔ اور آپ یہاں سے بالکل ناامید ہوکر گئے۔ اور انشاء اللہ آئندہ کبھی یہاں آنے کا ارادہ نہیں کریں گے۔ رپورٹ کے پڑھنے سے آپ کی نیک نیتی اور ایمان کا حال کھل گیا۔ مجلس میں اگر ہنسی مخول کے طور پر کسی نے آپکی طرفداری کی بات کہدی۔ تو اس کو اخبار میں شائع کرانا کہ فلاں محمودی ہماری تقریر سے شک میں پڑ گیا۔ پیغامیوں ہی کا خاصہ ہے حضرت اقدس ع کی نبوت اور شان کے متعلق جو کچھ میاں صاحب نے لکھا۔ مجھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ (فتح محمد خان نمبردار) جن آدمیوں کے نام آپنے رپورٹ میں درج کئے۔ آپ علیحدہ خط لکھکر بھی انسے دریافت کرسکتے ہیں۔ میرا احباب کی نسبت کچھ اور ہی خیال تھا لیکن رپورٹ کے پڑھنے سے اب اس خیال کو چھوڑنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ آپکو سچ بولنے کی توفیق دے اور اپنے فتنوں سے جماعت کو محفوظ رکھے۔ آمین (کرم داد از دولمیال)

پہلے نہیں سمجھے تو اب سمجھ لو

اراکین پیغام صلح اس عاجز پر بہت سختی سے حملہ آور ہیں۔ کہ میں مسئلہ نبوت میں انکا ہمخیال کیوں نہیں بنتا۔ اور انکی طرح مسیح موعود کو برائے نام اور جزوی اور ظلی کا نبی کیوں قرار نہیں دیتا۔ اسپر مجھے گالیاں دیجاتی ہیں مگر مجھے انکی پرواہ نہیں۔ اور نہ گالیوں کا جواب دینا چاہتا ہوں میں حضرت مسیح موعود ع کو آج ہی نبی نہیں کہتا بلکہ ہمیشہ سے میرا یہی مذہب ہے جب حضرت مسیح نے وضاحت سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تب بھی میری فراست یہی گواہی دیتی تھی۔ کہ یہ شخص نبی اللہ ہے۔ ہاں اگر آپ صاحبان نے مسیح موعود کو اسکی زندگی میں اور اسکی مجلس میں رہکر اسے نبی اللہ نہیں پہچانا اور نہیں جانا تو کچھ ہرج کی بات نہیں اب ہی۔ جب بات سمجھ میں آجاوے تب ہی مان لینی چاہیئے۔ عرفان میں ترقی کرنا مومن کا کام ہے۔ اسمیں کوئی تنزل نہیں کوئی نقصان نہیں۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں حضرت رسول کریم صلعم کے منہ کا قول ہے۔ اور اللہ پاک کی تازہ وحی ہے احمد نبی اللہ کا فرمان ہے۔ حَکَم وعدل کا فیصلہ ہے بس مان لیجئے۔ پہلے آپکو سمجھ نہ آئی تھی۔ تو نہ سہی اب سمجھ لیجئے اور جیسا کہ آپ تحفۂ بنارس سے میری عبارت نقل کرچکے ہیں۔ کہ "آنحضرت صلعم نبیوں کے سردار ہیں۔ اور انکے پیچھے نبیوں کی قطار ہے" سو یہ بات بھی کوئی قابل اعتراض نہیں۔ آپ اسپر کیوں خفا ہوتے ہیں؟ کیا نبیوں کا سردار ہونا کوئی معیوب بات ہے یہ تو شان محمدی ہے اس کو پہچانو۔ اور خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کو دیکھو۔ آپ کو یقین آئے یا نہ آئے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ میں نے احمد ع کے وجود باجود میں ابراہیم ع نبی کو دیکھا ہے۔ موسیٰ ع نبی کو دیکھا ہے۔ داؤد ع نبی کو دیکھا ہے۔ سلیمان ع نبی کو دیکھا ہے۔ نوح ع نبی کو دیکھا ہے۔ کیا یہ نبیوں کی قطار نہیں۔ کیا جس شخص کے پاس اشرفی ہو۔ وہ پندرہ روپے کا مالک نہیں ہوتا۔ اللہ سے ڈرو۔ خدا کی رحمت کے دروازوں کو بند نہ کرو۔ حضرت خاتم النبیین کی ہتک نہ کرو۔ مانا کہ تم کو اہلبیت سے بغض ہوگیا ہے۔ اور قادیان سے نفرت ہوگئی ہے۔ پھر بھی حد سے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ بہت گستاخی اچھی نہیں۔ مراد ما نصیحت بود کردیم ۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

بقیہ فہرست وصایا

آمدہ در ماہ مئی ۔ سنہ ۱۹۱۶ء

۱۱۲۹ء۔ سماۃ رابعہ بی بی زوجہ غلام علی صاحب قوم جٹ وڑائچ ساکن راجیکے تحصیل وضلع گجرات نے اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور قیمتی مبلغ ۳۲۳ روپے کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۳۰ء۔ مسمی غلام علی ولد نظام الدین صاحب قوم جٹ وڑائچ ساکن راجیکے تحصیل وضلع گجرات نے اپنی جائیداد ۳۵ روپے کے آٹھویں ۱/۸ حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۳۱ء۔ مسمی دیوان ولد قطب الدین صاحب قوم کھوجہ ساکن موگہ۔ ضلع فیروزپور نے اپنی جائداد منقولہ مبلغ [illegible] روپے کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۳۲ء۔ سماۃ نوربی بی زوجہ دیوان صاحب قوم کھوجہ ساکن موگہ۔ ضلع فیروزپور نے اپنی جائداد منقولہ حق مہر اور زیور کل [illegible] روپے کے چوتھے (۱/۴) حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۳۳ء۔ مسمی عبیداللہ ولد شیخ عابد علی صاحب قوم ککے زئی ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور حال کلرک دفتر پوسٹماسٹر جنرل لاہور نے اپنی ماہواری تنخواہ کے دسویں (۱/۱۰) حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۳۴ء۔ حافظ محمد ابراہیم ولد ناظر علی صاحب قوم ملاح ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور نے اپنی جائداد غیر منقولہ ۱/۲ گھماؤں زمین واقعہ موضع کلووال ضلع انبالہ (قیمتی مبلغ [illegible] روپیہ) ہے۔ اس جائداد کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

غیر مبائعین کے پتے درکار ہیں

سکرٹری ترقی اسلام کو ان تمام احمدی بھائیوں کے نام اور مفصل پتہ کی ضرورت ہے۔ جو ابھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت سے محروم ہیں۔ اس کے لئے آسان ترین تجویز یہ سمجھ میں آئی ہے۔ کہ مختلف مقامات کے سکرٹری صاحبان اپنے اپنے حلقہ کے غیر مبائع احباب کے نام اور پتہ وغیرہ لکھ کر سکرٹری ترقی اسلام کو بہت جلد بھیجدیں۔

جو صاحب یہ کام بوجہ کم فرصتی کے نہ کرسکیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ کسی اور مستعد بھائی کے سپرد کریں۔ اگر اس اعلان سے پورے طور پر مطلب حاصل نہ ہوا تو پھر فرداً فرداً خطوط لکھنے پڑیں گے۔ کیونکہ یہ کام نہایت ہی ضروری ہے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ۔

خاکسار فتح محمد سیال۔ قائمقام سکرٹری ترقی اسلام قادیان

فہرست نومبائعین

جھنڈے خان - اٹاگو ضلع ہیگو
ہاشم علی - چونڈہ
اللہ رکھا - بلوچستان
علی شیر - ضلع شاہ پور
محمد عظیم الدین - حیدر آباد -
محبوب محی الدین احمد - "
عائشہ بی بی زوجہ محمد عظیم الدین احمد "
حبیب بی بی "
امام الدین - نبگہ
مستری امام الدین - امرتسر
مراد علی - گوجرانوالہ -
کریم بخش - جھنگ -
خورشید احمد - سرگودہا -

والدہ خورشید احمد - سرگودہا
اہلیہ خورشید حسین بی بی - "
اقبال بیگم ہمشیرہ خورشید احمد "
عبد الحق - }
عبد الغنی - } پسران خورشید احمد "
عبد الواحد }
محمد علی }
کریم بی بی - گجرات
عنایت اللہ - سیالکوٹ
دولت بی بی سرگودہا -
فاطمہ بی بی زوجہ چوہدری ارو ڑا - سرگودہ
مسماۃ تومن - ضلع رہتک

والدہ منیر احمد رنگل ضلع گجرات
والدہ رحمت علی - جالندھر
اہلیہ " "
ہمشیرہ " "
دختر " "
والدہ حکیم شیر محمد "
اللہ رکھا کشمیری - گجرات
کرم الٰہی کشمیری -
محمد ہاشم حسین - لکھنؤ
احتشام حسین "
رسطام حسین "
اللہ رکھی - جلالپور جٹاں
امارۃ النساء - زوجہ غلام رسول سونگرہ - ضلع کٹک
بھولی - ضلع گجرات
جہانزاد خان - کوہاٹ
عبد الکریم - کلکنڈا فی -
زوجہ عبد اللہ - سٹھیالہ
چوہدری نیاز اللہ خان - سیالکوٹ
چوہدری مہر اللہ خان - "
شیخ رحمت اللہ - پٹیالہ
محمد الدین - امرتسر
محمد لطیف - پانی پت
بی عبد الرحیم - بیگاڑی - مالابار
عطا محمد - گھوڑے واہ
بوٹا - محلانوالہ
رحمت بی بی - مال پور
خیراں بی بی - "
حسین بی بی - ضلع سیالکوٹ
قائم الدین - ضلع منٹگمری
نور عالم - سرگودہا
عبد الرحمٰن چھاپہ گر - ملتان
قادر دین - ضلع گورداسپور
عمر الدین - "

نواب خان - ضلع گورداسپور
امیر بخش - "
زوجہ عمر الدین - "
سید محمد حسین شاہ - گوجرخان
محمد خاں - جنگا بنگیال -
یار محمد بلوچ - ڈیرہ غازیخان
جلال الدین پٹواری - لائلپور
زینب بی بی اہلیہ نور حسین شاہ نسنیچور - ضلع گجرات -
مستری عبد المجید - دہلی
محمد بشیر - میرٹھ
نوابدین - ضلع سیالکوٹ
منشی فضل کریم - سیالکوٹ
غلام احمد - امرتسر
حسین بی بی - پٹیالہ
محمد الدین - ضلع گوجرانوالہ
محمد علی - پنڈی بھٹیاں
سید احسن - میرٹھ
میاں بوٹا - مغرورہ ضلع سیالکوٹ
احمد خان بوشہر -
اہلیہ محمد علی - کوہاٹ
مستری الہ دین - قادیان ڈاکخانہ فتحگڑھ
رسول بی بی ضلع سیالکوٹ
لال دین - ضلع سیالکوٹ
پیر بابو غلام محمد - جالندھر
قاضی شمس الدین - ہٹیرہ - بنگال
مراد بی بی - لاہور
امام الدین سقہ - "
مستری نظام الدین گوجرانوالہ
مریم بی بی اہلیہ ابراہیم "
اسمٰعیل پسر " "
فضل الٰہی " " "
زینب زوجہ " " "

علی محمد - ضلع گوجرانوالہ
احمد علی خان - نوشہرہ چھاؤنی
عبد الرحمٰن خان سوار - "
عابد علیخان " "
عباس علی خان - "
غلام حسن خان "
رحیم بی بی - کپور تھلہ
غلام مصطفےٰ ضلع گوجرانوالہ
جنت بی بی - ضلع ہوشیارپور
غلام فاطمہ - ضلع ہوشیارپور
جان محمد - ڈسکہ
مولا داد - ضلع گوجرانوالہ
مرید حسین ضلع جھنگ
محی الدین کنا لوری - بستیں - برما
برکت علی - سیالکوٹ
منشی ہدایت اللہ ضلع لائلپور

حسن بی بی حاکم بی بی - لاہور
سید محمود علی - سونگرہ
خدیجہ - مالابار
راجہ محبوب علی - پنڈدادنخان
محمد حسن قریشی - لائلپور
مستری پیراں بخش - سیالکوٹ
حبیب الرحمٰن - سامانہ
سید جعفر حسین - پشاور
خدا بخش - ڈیرہ غازیخان
الہ بخش - "
قطب الدین - "
احمد حسین سیلاپور - مدراس
محمد عبد اللطیف " "
عبد القادر منشنرہ - خاندیس
قمر الدین - اچھولی ضلع میرٹھ
نور الحق " "